

دعوت الی اللہ کے عنا صر اور شرعی حیثیت تعلیمات نبوی کی روشنی میں ایک تجزیاتی مطالعہ

INVITATION TOWARDS THE PATH OF ALLAH; ITS ELEMENTS AND SHARI STATUS IN THE LIGHT OF THE PROPHETIC TEACHINGS: AN ANALYTICAL STUDY

Dr. Hafiz Salih Uddin Haqqan

Department of Islamic Studies, Abdul Wali khan University Mardan Khyber
Pukhtoonkhwa, Pakistan
salihuddin@awkum.edu.pk

Abstract. Being the caliph of Muhammad (S.A.W), it is ordained upon every Muslim to be committed to the preaching of Islam. Islam is a natural religion, to preach the true religion, it appeals to one's heart. If a person is serious to realize, he is sure to surrender before this truth. If he does not accept Islam, then again he becomes soft hearted in case of Dawah for they think that such truthful people should be supported on moral and humanitarian ground. It will show the Keeping in view the findings success of Dawah if invitee is inclined to him in one way or other. stated above, it is obvious that Dawah means preaching to Islam, that is to say, bringing people on the right path in the way of Muhammad (S.A.W) (i.e.) dawah means to present the teachings of Islam in such a well organized and dignified way that the addressee may accept it easily realizing that it is an honor for him. It will also be praiseworthy to mention a fact here that no other religion...revealed or unrevealed...can claim such a wonderful example of the principles and methodology of Dawah. In this study two elements of Dawah and its shar'i status were focused. The methodology was both quantitative and qualitative. The perception of Da-ee's moral, character, interest and invitees responses was evaluated, Quranic verses, Ahadith Nabavi (S.A.W) was consulted. The result shows that Dawa is but a natural phenomenon, which does influence invitees. The effect was great, where there the Da-ee was sincere, a role model, hardworking, authorized and the dawah was authentic. Maximum people responded positively.

(الف) الدعوة لغة :

دعوت کے لغوی معنی "دعا الرجل دعوا ودعاء : ناداه ، والأسم الدعوة ، ودعوت فلانا أي صحت به واستدعيته" ۱

معنی یہ ہوا کہ "کسی کو آواز دینا یا پکارنا۔ یہ باب نصر ینصر سے بطور مصدر آتا ہے اسی سے "داع" ہے جس کی جمع "دعاة" ہے۔

"والدعاة قوم يدعون الى بيعة هدى أو ضللة" واحد داع ، ورجل داعية إذا كان يدعو الناس إلى بدعة أو دين" ۲

دعوت کے لفظی معنی کسی اہم ، قابل قدر اور بڑے کام کی طرف بلانا ہے یعنی "دعا" يدعو کا مصدر اگر "دعوت" (بفتح دال) ہوگا تو اس کے معنی ہونگے "مہمانی کے لئے دعوت

دینا، اگر ”دعوت“ (بضم دال) ہوگا، تو معنی ہوں گے ”جنگ کے لئے پکارنا اور چیلنج کرنا“ اور اگر ”دعوت“ (بکسر دال) ہوگا تو معنی ہوں گے ”نسب کا دعویٰ کرنا“۔

انسانی زندگی میں یہی اہم اور بڑے مواقع ہیں، جن کی طرف بلانے کے لئے ”دعوت“ کا کلمہ استعمال ہوتا ہے۔ علامہ زمحشریؒ ”دعوت کے مفہوم کے بارے میں لکھتے ہیں ”دعاہ الی الولیمة ودعاہ الی القتال والبنی داعی اللہ وہم دعاة الحق“ ۳

علامہ راغب اصفہانی کے بقول ”: الدعاه الی الشئ، ای الحث علی قصده (مفردات القرآن، ص ۷۰)

دعا سے مراد کسی چیز کو حاصل کرنے کی ترغیب دینا یا اس پر ابھارنا“۔ کلمہ دعوت (دع و ت) قرآن مجید میں دو سوائے مرتبہ مختلف صیغوں اور صورتوں میں آیا ہے، جس میں چوالیس مرتبہ اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کی طرف بلانے کے لئے استعمال ہوا ہے۔ ۴

آدم عبداللہ الألوری کے مطابق ”دعوة“ کا لغوی معنی درج ذیل ہے۔

”الدعوة لغة الصيحة والنداء، والدعاية مرادفة للدعوة“۔ حیث وردت فی رسائل النبی ﷺ إلی الملوك فی قوله ”ادعوك بدعاية الإسلام اسلم تسلم“ ۵

یہاں ”دعاية“ بمعنی ”دعوة“ ہے جیسا کہ ذیل میں ہے:

”ادعوك بدعاية الإسلام أي ودعوتہ وهی كلمة الشهادة التي يدعى إليها اهل الملل الكافرة“ ۶
(لسان العرب - ج: ۱۴ ص ۲۵۸)

دعوت کا ایک جامع مفہوم :

درج بالا اقتباسات سے یہ نتیجہ اخذ کرنا سہل ہے کہ دعوة کا لغوی مفہوم ہے لوگوں کو اسلام اور عمل صالح کی طرف قول و فعل، ترغیب و ترہیب یا وعد و وعید کی بنیاد پر متوجہ کرنا۔ دعوت کے لغوی معنی کی وسعت، قرآن مجید کی آیات اور حدیث نبوی ﷺ کو سامنے رکھتے ہوئے دعوت کا مفہوم اس طرح متعین کیا جاسکتا ہے، ”دین کی باتوں کو لوگوں کے سامنے اہتمام، وقار اور حکمت سے اس طرح پیش کرنا کہ وہ اسے اپنے لئے اعزاز و سعادت سمجھتے ہوئے اس کو قبول کر لے“۔

(ب) الدعوة اصطلاحاً: (دعوت کی اصطلاحی تعریف)

”صرف انظار الناس وعقولهم الی عقيدة تفيدهم او مصلحة تنفعهم“ ۷
یعنی لوگوں کے قلوب و اذہان کو ایسے عقیدے یا نظریے کی طرف مبذول کرنا جو ان کے لئے نفع بخش ہو۔ ڈاکٹر احمد غلوش کے مطابق ”دعوة“ کا اصطلاحی مفہوم درج ذیل دو معانی میں مستعمل ہے۔

نمبر ۱: تبلیغ و اشاعت۔ نمبر ۲: الدین

مثلاً اگر کسی کے بارے میں یوں کہا جائے: ”هذان رجال الدّعوة“ تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ یہ شخص اسلام کی تبلیغ و اشاعت کرتا ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے ”اتبعوا دعوة الله“ تو اس کا مطلب ہوگا کہ اسلام کی پیروی کرو یعنی یہاں ”دعوة“ بمعنی دین اسلام ہے چنانچہ پہلے معنی کے اعتبار سے تعریف درج ذیل ہوگی:

”العلم الذي تعرف كافة المحاولات الفنية المتعددة الرامية الى تبليغ الناس الإسلام بما حوى من عقيدة وشریعة واخلق“ ۸

یعنی وہ علم جس کے ذریعے بتکرار کی جانے والی ان کوششوں کے بارے میں علم ہوسکے جن کا مقصد لوگوں تک اسلام، عقیدہ، شریعت اور اخلاق پر مبنی تعلیمات کی تبلیغ ہو۔

اور اگر ”دعوة“ بمعنی دین اسلام ہو تو تعریف درج ذیل ہوگی:

”الدعوة الإسلامية هي الدين الذي ارتضاه الله تعالى للعالمين وانزل تعاليمه وحياً على رسول الله وحفظها في القرآن الكريم وبينها في السنة النبوية“ ٩٤

یعنی دعوة اسلامیہ سے مراد وہ دین ہے جسے اللہ نے اہل دنیا کے لئے پسند فرمایا۔ بذریعہ وحی اس کی روشن تعلیمات رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمائیں۔ قرآن کریم میں انہیں محفوظ فرمایا اور بواسطہ سنت ان کی تشریح بھی فرمادی۔ ١٠٤

مذکورہ بالا دونوں تعریفوں کا مجموعہ تھوڑے سے اضافے کے ساتھ درج ذیل صورت اختیار کرتا ہے۔ ”ہی جذب انظار الناس وعقولهم لتبليغهم الاسلام بما حوى من عقيدة وشريعة واخلاق وتنفعهم في الدنيا والاخرة بالحكمة والموعظة والجدال الحسن حيث قال الله تعالى : (اذْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ)“ ١١٤

مؤخر الذکر تعریف میں طرق تبلیغ بھی شامل ہیں۔ جو مذکورہ بالا ارشاد ربانی کے ترجمان ہیں۔

شیخ علی محفوظ کے بقول: ”الدعوة من الدعالي الشئ بمعنى الحث على قصده وفي العرف حث الناس على الخير والامر بالمعروف والنهي عن المنكر ليفوزوا سعادة العاجل والاجل“ ١٢٤

لفظ دعوت ”الدعاء“ سے ماخوذ ہے اس کے معنی کسی چیز کی طرف بلانا یا کسی چیز کے حاصل کرنے پر ابھارنا تاکہ وہ دنیا و آخرت کی سعادت سے مستفید ہوسکیں۔

دعوت کے اصطلاحی مفہوم کا خلاصہ :

مندرجہ بالا تعریفات سے واضح ہوتا ہے کہ دعوت سے مراد لوگوں کو بلانا، آگاہ کرنا اور ابھارنا ہے ، مزید یہ کہ یہ لفظ دین حق کی طرف بلانے اور اس کی ترویج و اشاعت کے لئے ایسے انداز اور طریق کار اختیار کرنے کے لئے مستعمل ہے جس سے مدعو و مخاطب اس کی طرف راغب ہو اور بیان کردہ پیغام کی حقانیت کا قائل ہوجائے اور تسلیم کرے کہ اس پیغام میں اس کی دنیا و آخرت کی فلاح و نجات ہے۔ ١٣٤

دعوت کی تاریخ (تاریخ کے تجربے کے آئینے میں)

مسلمان خاتم النبیین ﷺ کی امت ہیں ، مسلمانوں کی یہی حیثیت یہ متعین کر رہی ہے کہ بحیثیت امت ان کی ذمہ داری موجودہ دنیا میں کیا ہے ، وہ ذمہ داری یہ ہے کہ وہ دعوت الی اللہ کا وہ کام انجام دیں جس کے لئے پچھلے زمانے میں انبیاء آیا کرتے تھے ، انبیاء کا آنا بلاشبہ ختم ہو گیا ہے ، مگر ان کا کام حضور ﷺ کے ختم نبوت کے صدقے تا قیامت جاری و ساری رہے گا، حقیقت یہ ہے کہ ختم نبوت کے بعد مسلمان مقام نبوت پر ہیں ، کار نبوت سے کم تر درجہ کا کوئی کام ان کی حیثیت امت کے تحقق اور تعین کے لئے کافی نہیں ہوسکتا۔

لہذا مسلمان کا کام کیا ہے ؟ مسلمان کا کام اللہ کے پیغام کو اس کے بندوں تک پہنچانا ہے ، شرک میں مبتلا لوگوں کو توحید کا پیغام دینا ہے ، جو لوگ دنیا ہی کو سب کچھ سمجھے ہوئے ہیں ، انہیں آخرت کے آنے والے دن سے باخبر کرنا ہے ، ہر شخص کو یہ بتانا ہے کہ موجودہ دنیا میں وہ آزاد نہیں ہے کہ جو چاہے کرے ، وہ خدا کے احکام کے ماتحت ہے ، اسے پابند زندگی گزارنی ہے نہ کہ آزاد زندگی ، قرآن و سنت کی صورت میں جو علم ربانی محفوظ ہے ، اسے تمام لوگوں تک اس طرح پہنچانا ہے کہ آخرت میں کوئی شخص یہ نہ کہہ سکے کہ میں اس سے بے خبر تھا ، یہی امت کا اصل فرض منصبی ہے جسے آج امت کی اکثریت نے بھلا رکھا ہے ۔

خدا کا دین ہر آدمی کی خود اپنی فطرت کی آواز ہے ، دین حق کی دعوت دینا گویا آدمی کے دل کے دروازے پر دستک دینا ہے ، ایسی حالت میں آدمی کے اندر اگر کچھ بھی سنجیدگی ہو تو اس کا دل فطرت کی پکار کے آگے جھک جاتا ہے ۔ اگر وہ باقاعدہ طور پر اس کو قبول نہ کرے تب

بھی اس کے دل میں ایسے لوگوں کے حق میں نرم گوشہ پیدا ہو جاتا ہے جو خود اس کے دل کی دھڑکنوں کی زبان میں کلام کر رہے ہوں ، وہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ کم از کم انسانی اور اخلاقی سطح پر اسے ان لوگوں کی مدد کرنا چاہیے ، اسی مرحلے میں مدعو کا یہ دلی اعتراف داعی کے لئے بڑی کامیابی ہے ، حضرت یوسفؑ کا واقعہ اسی نوعیت کی ایک مثال ہے۔

دعوت کے بنیادی عناصر :

اول : ایمان : اس کے ذیل میں دو پہلو ہیں:

نمبر ۱ : نظریاتی اور فکری پہلو:

یہ اسلام کے بنیادی اور اساسی عقائد پر مشتمل ہے ، ایمان باللہ اس کا اساسی اور حقیقی رکن ہے کہ اس کے بغیر ایمانیات کا تصور بھی قائم نہیں ہو سکتا جو ایمان بالرسول ، والکتاب ، والملائکۃ والیوم الآخر پر مشتمل ہے گویا یہ تصور ایمانیات قبول اسلام کا اولین مرحلہ ہے ، جو نظریاتی تطہیر اور عقیدہ اسلامی کی تعمیر پر مشتمل ہے۔

نمبر ۲ : عملی پہلو:

داعی الی الحق کو سب سے پہلے جس عملی زیور سے خود کو مزین کرنے کی ضرورت ہے ، وہ یہ ہے ، کہ اپنے اندر اسلام کو اچھی طرح جذب کر چکا ہو جس کی جڑیں اس کے دل کے گہرائیوں میں پیوست ہوں اور شاخیں اس کے تمام اعضاء تک پھیلی ہوں۔ اسلام کا یہ گھنا اور سایہ دار درخت جس کی اساس ”ایمانیات“ پر ہے ۔ حقیقی معنوں میں پھلدار تب ہوگا جب داعی تمسک بالکتاب اور التزم بالسنت سے خود کو مزین کرے گا ، ڈاکٹر یوسف القرضاوی کے مطابق اسلام سے مراد وہ حقیقی اسلام ہے ، جس کا مرجع ومحور خالص اسلام ہے ، خواہ معاملہ اس کے مصادر ومراجع کا ہو یا اس کے اصول کا یا اس کے متعلقہ علوم کا ۔ اور یہ بالکل فطری بات ہے ، کہ داعی کو پہلے یہ تو معلوم ہو ، کہ جس دین کی طرف وہ لوگوں کو متوجہ کر رہا ہے وہ ہے کیا؟ ۱۴۱ھ

مزید برآں اسلام سے داعی کی واقفیت نہایت گہری ہو جس کی بنیاد پر اسے اسلام کی حقانیت پر شرح صدر حاصل ہو ، ورنہ وہ خود ہی شکوک وشبہات میں مبتلا رہے گا۔ اسی لئے تو دعوت الی اللہ کے تربیتی مراحل کے دوران داعی اول جناب رسالت مآب ﷺ کو یہ ہدایت کی گئی:

(الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ) ۱۵ھ

ترجمہ : آپ کے رب کی طرف سے یہ سراسر حق ہے ، خبردار آپ ﷺ شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا۔

چنانچہ یہ نہایت ضروری ہے کہ اسلام کی حقانیت کا یقین داعی کو ایسے حاصل ہو کہ وہ درج ذیل آیت کا مصداق حقیقی نظر آئے:

(أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ، لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَى نُورٍ مِنْ رَبِّهِ) ۱۶ھ

ترجمہ : کیا وہ شخص جس کو قبول حق اور خیر کا راستہ اپنانے کی توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے مل جائے ۔ پس وہ اپنے پروردگار کی طرف سے ایک نور پر ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

(أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّهِ كَمَنْ زَيَّنَ لَهُ، سُوءَ عَمَلِهِ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ) ۱۷ھ

ترجمہ : بھلا ایک جو چلتا ہے واضح راستہ پر اپنے رب کے برابر ہے اس کے جس کو بھلا دکھلایا اس کا برا کام اور چلتے ہیں اپنی خواہشوں پر۔

گویا داعی کا شرح صدر بایں طور ہو کہ وہ اپنے قلب اور فکر نظر کو نور ربانی سے منور کر لے اور روشن دلیل اس کے ہمراہ ہو۔ اپنی دعوت کے حوالے سے اسے ایسا یقین کامل حاصل ہو جیسا کہ ذیل کے ارشاد ربانی کے مطابق حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کو حاصل تھا۔

(قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي) ۱۸

ترجمہ : اے نبی کریم ﷺ آپ کہہ دیجیے ، یہ میری راہ ہے ، بلاتا ہوں پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ ، میں اور جو میرے ساتھ ہیں۔

"دعوة الى الله" کا حکم (شرعی حیثیت)

علماء کا اس امر پر اتفاق ہے ، کہ ”دعوت“ کا عمل تمام مسلمانوں پر بوجہ ختم نبوت کے واجب ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے

(قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي) ۱۹

گویا کہ (وَمَنِ اتَّبَعَنِي) میں امت شامل ہے ۔ اس بناء پر ڈاکٹر محمد حسین الذہبی کی درج ذیل رائے ہے:

”أصبحت الدعوة بنص هذه الآية فريضة مستمرة ينهض لها العلماء ويضطلع بأعباءها المسلمون في تكافل وتعاون يجعل من عملهم المشترك استمراراً لجهاد رسول الله لأعلاء كلمة الله“ ۲۰

فائدہ : یعنی امت کے عام افراد عمل دعوت میں علماء کی معاونت کر کے اپنا دینی فریضہ ادا کریں گے۔

بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ ”دعوة اسلامية“ ”اعلاء كلمة الله“ کے مقصد اعلیٰ کے ساتھ ساتھ معاشرتی تقاضا بھی ہے ، جیسے پڑوسیوں کے حقوق سے آگاہی ، افراد معاشرہ کے باہمی تعلقات وغیرہ ، اس کی تائید درج ذیل عبارت سے ہوتی ہے:

”ان الدعوة الإسلامية لم تبق خدمة الإسلام عقيدة وتشريعاً ولغة ، بل أصبحت ضرورة سياسية دفاعاً عن المسلمين ، ومصالوة لأعداءهم الكثرين ، ونشراً للغة القرآن الكريم ، كما أنها أصبحت ضرورة اجتماعية وثقافية“ ۲۱

فائدہ : رہا یہ سوال کہ ”دعوت“ فرض عین ہے یا فرض کفایہ ؟ درج ذیل دلائل و آیات قرآنیہ پر جواب کیلئے غور ضروری ہے۔
(وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ) ۲۲

دوسری جگہ ارشاد ہے

(أَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ) ۲۳

(قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي) ۲۴

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے ، کہ رسول اللہ ﷺ کی امت اور آپ کے پیروکار ”دعاة“ ہیں اور اتباع کا مقتضی یہ ہے ، کہ آپ ﷺ کی ذات گرامی کو نمونہ عمل ماناجائے جیسا کہ ارشاد ہے ۔

(لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ) ۲۵

چنانچہ علماء کرام نے لکھا ہے ، کہ یہ فرض کفایہ ہے بایں معنی کہ علاقوں کی تقسیم و تحدید کو پیش نظر رکھ کر اگر کوئی کسی محلے میں دعوت کا فریضہ انجام دے ، تو بقیہ اہل محلہ سے یہ فریضہ ساقط ہو جائے گا ، بصورت دیگر سبھی گناہگار ہوں گے ، گویا کسی ایک پر واجب جبکہ بقیہ کیلئے سنت مؤکدہ کا حکم ہے ، جیسا کہ درج ذیل عبارت سے مترشح ہے۔

”ان الدعوة الى الله عزوجل فرض كفاية بالنسبة الى الأقطار التي يقوم فيها الدعاة ، فان كل قطر يحتاج الى الدعوة والى النشاط فيها فبى فرض كفاية اذا قام لها من يكفى سقط عن الباقيين ذلك الواجب وصارت الدعوة لباقيين سنة مؤكدة“ ۲۶

شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر صاحب کی رائے بھی فرض کفایہ کی ہے۔ ۲۷

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیعؒ سورۃ العصر کی تفسیر میں کچھ یوں رقمطراز ہیں ، صورت میں مسلمانوں کو ایک بڑی ہدایت یہ دی کہ ان کا صرف اپنے عمل کو قرآن و سنت کے تابع کر لینا جتنا اہم اور ضروری ہے ۔ اتنا ہی اہم یہ ہے ، کہ دوسرے مسلمانوں کو بھی ایمان اور عمل صالح کی طرف بلانے کی مقدور بھر کوشش کرے ورنہ صرف اپنا عمل نجات کیلئے کافی نہ ہوگا۔ عمل صالح کی طرف بلانے کی مقدور بھر کوشش کرے ورنہ صرف اپنا عمل نجات کیلئے کافی نہ ہوگا۔ خصوصاً اپنے اہل و عیال اور احباب و متعلقین کے اعمال سیئہ (Sinful deeds) سے غفلت برتنا اپنی نجات کا راستہ بند کرنا ہے ، اگرچہ خود وہ کیسے ہی اعمال صالحہ کا پابند ہو۔ اس لئے قرآن و حدیث میں ہر مسلمان پر اپنی قدرت (Potentiality) کے مطابق دعوت و تبلیغ (امر بالمعروف اور نہی عن المنکر) فرض کیا گیا ہے۔ اس معاملے میں صرف عوام نہیں بلکہ بہت سے خواص تک غفلت میں مبتلا ہیں اور صرف خود ہی عمل کرنے کو کافی سمجھ بیٹھے ہیں۔ ۲۸

فرضیت دعوت کے حوالے سے مبلغ اعظم حضرت مولانا محمد الیاسؒ کا درجہ ذیل اقتباس علماء امت کیلئے انتہائی اہمیت کا حامل ہے ۔ آپ فرماتے ہیں ” سب سے آخر میں جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے ، تو اس وقت کی جن قوموں کا تعلق کسی سماوی دین سے تھا ان کی حالت بھی یہی تھی کہ ان کے پیغمبروں کی لائی ہوئی شریعت کا وہ حصہ ان کے پاس باقی بھی تھا تو اس کی حیثیت بھی ، بس چند بے روح رسوم کے مجموعہ کی تھی ۔ ان ہی رسوم کو وہ اصل دین و شریعت سمجھتے تھے ۔ رسول اللہ ﷺ نے ان ” رسوم “ کو مٹایا اور اصل دینی حقائق اور احکام کی تعلیم دی ۔ امت محمدیؐ بھی اب اس بیماری میں مبتلا ہو چکی ہے ۔ اس کی عبادات تک میں یہ رسمیت آچکی ہے حتیٰ کہ دین کی تعلیم بھی جو اس قسم کی ساری خرابیوں کی اصلاح کا ذریعہ ہونا چاہیئے تھی ، وہ بھی بہت سی جگہ ایک ” رسم “ سی ہی بن گئی ہے ۔ لیکن چونکہ سلسلہ نبوت اب ختم ہو چکا ہے اور اس قسم کے کاموں کی ذمہ داری امت کے علماء پر رکھ دی گئی ہے ، جو نائبین نبی ﷺ ہیں تو انہیں کا یہ فرض ہے کہ وہ اس ضلال اور فساد حال کی اصلاح کی طرف خاص طور سے متوجہ ہوں اور اس کا ذریعہ ہے ” تصحیح نیت “ کیونکہ اعمال میں ” رسمیت “ جب آتی ہے جب ان میں للہیت اور شان عبدیت نہیں رہتی اور نیت کی تصحیح سے اعمال کا رخ صحیح ہو کر اللہ کی طرف پھر جاتا ہے اور ” رسمیت “ کے بجائے ان میں ” حقیقت “ پیدا ہو جاتی ہے اور ہر کام عبدیت اور خدا پرستی کے جذبہ سے ہوتا ہے ۔ الغرض لوگوں کو تصحیح نیت کی طرف متوجہ کر کے ان کے اعمال میں للہیت اور حقیقت پیدا کرنے کی کوشش کرنا علماء امت اور حاملان دین کا اس وقت ایک خاص فریضہ ہے ۔ ۲۹

حواشی وحواله جات

- ۱- لسان العرب -ج: ۱۴ ماده ” دعا“ ص: ۲۵۸، ابن منظور الافريقى العلامة ’مطبع نشرادب الحوزة ‘ قم - ايران ۱۴۰۵ هـ
- ۲- لسان العرب -ج: ۱۴ ماده ” دعا“ ص: ۲۵۹
- ۳- اساس البلاغة ، ص ۱۳۱، زمخشرى، محمد بن عمر، دارالمعرفة بيروت، ۱۹۷۹ء
- ۴- المعجم المفهرس لا لفاظ القرآن الكريم ، بذيل ماده، طبع انتشارات اسلامى ،تهران (س-ن)
- ۵- تاريخ الدعوة الى الله بين الأمس واليوم - ص: ۱۷، آدم عبدالله الألورى، القابرة الطبعة الأولى- ۱۳۹۹ هـ
- ۶- لسان العرب - ج: ۱۴ ص ۲۵۸
- ۷- تاريخ الدعوة الى الله بين الأمس واليوم-ص: ۱۷
- ۸- الدعوة الاسلامية اصولها ووسائلها- ص : ۱۰-۱۲، دكتور احمد غلوش مطبع نهضة مصر ‘ القابرة - ۱۳۹۹ هـ
- ۹- ايضاًص : ۱۰-۱۲
- ۱۰- اصول التربية الإسلامية واساليبها - ص: ۱۴
- ۱۱- النحل: ۱۲۵
- ۱۲- هداية المرشدين ، ص ۱۴ ، شيخ على محفوظ ، دارالاعتصام، مصر (س-ن)
- ۱۳- فكر ونظر ، شماره ۴ (اپريل تا جون ۲۰۱۰ء) ، ص ۵ اداره تحقيقات اسلامى ،بين الاقوامى اسلامى يونيورسٹى ، اسلام آباد
- ۱۴- دعوت دين اور اس كے علمى تقاضے - ص : ۲۵، دكتور يوسف القرضاوى ،(اردو ترجمہ) سلطان احمد اصلاحي ، اداره معارف اسلامى لاهور -الطبعة الأولى ۱۹۴۴ء-
- ۱۵- البقرة: ۱۴۷
- ۱۶- الزمر: ۲۲
- ۱۷- محمد: ۱۴
- ۱۸- يوسف: ۱۰۸
- ۱۹- يوسف: ۱۰۸
- ۲۰- مشكلات الدعوة والدعاة- ص: ۷، دكتور محمد حسين الزهبي ،مطابع الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة - الطبعة الأولى-
- ۲۱- اهمية الدعوة :ص ۴ ، محمود شيت خطاب ، مطابع الجامعة الإسلامية ،بالمدينة المنورة الطبعة الأولى-
- ۲۲- آل عمران: ۱۰۴
- ۲۳- النحل: ۱۲۵
- ۲۴- يوسف: ۱۰۸

۲۵۔ الأحزاب : ۲۱

۲۶۔ فضل الدعوة الى الله وحكمها - ص: ۱۲، الشيخ عبدالله بن باز، مطابع الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة - الطبعة الأولى-

۲۷۔ ذخيرة الجنان في فهم القرآن ج ۱، ص ۲۱۲، مولانا سرفراز خان صفدر، مكتبه صفدرية گجرانوالہ، ۲۰۱۰

۲۸۔ تفسیر معارف القرآن - ج ۸ - ص: ۸۱۴، مفتی محمد شفیع، ایچ۔ ایم سعید کمپنی کراچی، ۱۹۹۸

۲۹۔ ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاسؒ - ص: ۱۳-۱۴، مولانا محمد منظور نعمانی ادارة الحرم لاہور (س-ن)